مواعظِ اختر نمبر ۱۱

ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے





شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۲۸؍شوال ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۷؍جولائی ۱۹۸۴ء بروز جمعہ

مقام: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

موضوع: اہل اللہ کی عظمت اور خاتمہ بالخیر

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق جون ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست



ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اس سے پہلے جمعہ میں ایمان پر خاتمہ کی ایک تدبیر بیان کی گئی تھی جس کو حسنِ خاتمہ کہتے ہیں۔ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ہر نبی اور اس کی امت میں سب نے حتیٰ کہ نبیوں نے بھی حسنِ خاتمہ کی دعا مانگی ہے۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعا قرآن شریف میں منقول ہے:

﴿تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝﴾

(سورۃ یوسف: آیۃ ۱۰۱)

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا کے کیا معنیٰ ہیں؟ اسلام پر وفات نصیب ہو۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا ہے کہ اسلام پر، ایمان پر خاتمہ اور وفات نصیب ہو۔ وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اور صالحین کے ساتھ الحاق نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝﴾

(سورۃ الفجر: آیۃ ۲۹،۳۰)

قیامت کے فیصلہ کے بعد جب جنت میں داخلہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے ساتھ اور ان کی صحبت میں حاضری کو جنت میں داخلہ سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ میرے خاص بندوں میں داخل ہو جاؤ۔ یائے نسبتی لگا دیا کہ یہ میرے بندے ہیں۔

اولیاء اللہ کی ملاقات جنت سے افضل ہے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے معلوم ہوا کہ جنت میں دوستوں کی ملاقات نصیب ہوگی مجھے جنت کا شوق بڑھ گیا۔ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے جنت کی دو نعمتیں بیان کی ہیں۔ ایک تو جنت میں داخلہ، دوسرا اولیاء اللہ کی ملاقات۔ اور اپنے دوستوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے مقدم فرمایا جو جنت کی نعمت سے زیادہ عزیز تر اور افضل ہے کیونکہ اس کی تقدیم اس کی فضیلت پر دلالت کررہی ہے، لہٰذا پہلے یہ فرمایا کہ میرے نیک بندوں میں داخل ہوجاؤ، جنت کو بعد میں بیان فرمایا، اسی لیے دنیا میں بھی جن لوگوں کو اللہ نے ذوق عطا فرمایا ہے ان کو اہل اللہ کی ملاقات میں، حق تعالیٰ کے محبوب ومقبول بندوں کی ملاقات میں، ان کی صحبت میں جنت سے زیادہ لطف آتا ہے کیونکہ جنت کا داخلہ انہیں حضرات کی برکتوں سے ملے گا، اعمال کی توفیق ان ہی کی صحبتوں سے ملے گی اور اخلاص کی نعمت بھی ان ہی کی جوتیاں اٹھانے کی برکتوں سے ملتی ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی صحبت کو اور ان کی ملاقات کو جنت سے پہلے جو بیان فرمایا ہے تو اس میں ایک بات اور بھی ہے کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ اس کے مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم کا مقام

الٰہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے خلیفہ ہیں مگر اللہ جس کو نواز دے۔ مولانا علی میاں ندوی، قاری طیب صاحب، میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری اور مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی جیسے بڑے بڑے علماء ان کی خدمت میں

حاضر ہوتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمن اعظمی اتنے عظیم الشان محدث ہیں کہ مصنَّف عبدالرزاق پر ان کا عربی زبان میں حاشیہ ہے، تو عرب میں بھی ان کا نام ہے لیکن چند مہینہ قبل جب میں الہٰ آباد گیا تو میں نے ان کو بھی مولانا شاہ محمد احمد صاحب کی خدمت میں موجود دیکھا۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مصنَّف عبدالرزاق کا محشی۔ وہاں دعا کے لیے آئے ہوئے تھے حالانکہ خود مولانا شاہ محمد احمد صاحب اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی دعا لینے کے لیے بڑے بڑے علماء اور محدثین بھی ان کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اکابر اولیاء میں سے تھے اور صاحبِ کرامت بھی تھے۔ حافی کے معنی ہیں ننگے پیر چلنے والا۔ ایک دن قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی:

﴿اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۝﴾

(سورۃ النبا: آیۃ ۶)

کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا۔ تو انہوں نے جوتا اتار دیا اور کہا کہ آج سے میں اللہ کے بچھونے پر، اللہ کے بچھائے ہوئے فرش پر جوتا پہن کر نہیں چلوں گا۔ یہ ان کا ایک حال تھا، اسے غلبۂ حال کہتے ہیں۔ حالِ محمود کا اگر غلبہ ہو جائے تو اس کی تقلید ہمارے ذمہ نہیں ہے لیکن چونکہ ان کا حال محمود تھا لہٰذا اس غلبۂ حالِ محمود کے صلہ میں اللہ نے ان کو یہ کرامت بخشی کہ وہ جہاں بھی ننگے پیر جاتے تھے زمین پھٹ کر نجاست کو نگل لیتی تھی، جیسے کہیں گوبر ہے، کتے کا پاخانہ پڑا ہے اور حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے ہیں تو زمین پھٹ جاتی اور اس

نجاست کو نگل لیتی تھی، زمین کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا تھا کہ اے زمین! اس نے میری محبت اور احترام میں ننگے پیر ہونا اختیار کیا ہے لہٰذا نجاستوں کو صاف کر تو زمین پھٹ کر نجاست کو نگل لیتی تھی۔ یہ تو ان کی کرامت تھی مگر ان کو ولایت کیسے ملی؟ یہ بھی عجیب و غریب قصہ ہے۔

یہ شرابی تھے۔ اللہ کی شان کیا کہئے! جس کو چاہے اپنا ولی بنالے چاہے شرابی کبابی ہی کیوں نہ ہو۔ آہ! گلزارِ ابراہیم کا کیا شعر ہے۔ گلزارِ ابراہیم اردو کے اشعار کی کتاب ہے، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گلزارِ ابراہیم کا مطالعہ اللہ کے عشق و محبت کو بڑھاتا ہے۔ میں نے اس میں اللہ کی شان پر یہ شعر پڑھا تھا ؎

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بت خانہ سے لایا جارہا ہے اور ابوجہل کعبہ میں پیدا ہوا تھا، اس کی ماں طواف کررہی تھی، یہ دورانِ طواف پیدا ہوا تھا ؎

زادۂ آذر خلیل اللہ ہو
اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو

زادۂ آذر یعنی ابراہیم علیہ السلام کا باپ بت بنانے والا تھا، تو بت بنانے والے، بت بیچنے والے کافر کے گھر میں اللہ پیغمبر خلیل اللہ کو پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں دوستو کہ کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ حیاتِ صدیقین جو نبوت کے بعد اولیاء کا سب سے اونچا طبقہ ہے، ہم سب کو وہ مقام سیکنڈوں میں عطا فرمانے پر قادر ہیں۔ بس اللہ کا ارادہ، اللہ کا فیصلہ چاہیے، اس کا فضل چاہیے، اس کا کرم چاہیے۔ وہ استحقاق نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ کریم کی تعریف میں محدث عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اسمائے حسنہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کریم

کہتے ہی اس کو ہیں اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ جو بلا استحقاق دے دے۔ سبحان اللہ! تو میں عرض کررہا ہوں ۔

اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ

زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ

حضرت لوط علیہ السلام کی اہلیہ کافرہ تھی اور فرعون کی بیوی آسیہ ولی اللہ، صحابیہ تھیں، موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی تھیں اور اللہ اور رسول کی بہت بڑی عاشقہ تھیں، فرعون نے انہیں بڑی اذیتیں پہنچائیں لیکن انہوں نے سارے مصائب جھیلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ایمان سلامت رکھا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ انہوں نے جو مجاہدات کیے تو اللہ تعالیٰ اس کے انعام میں حضرت آسیہ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائیں گے اور وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔ اللہ کے راستہ میں کوئی کانٹا چبھے، کوئی غم اٹھائے تو ان شاء اللہ وہ رائیگاں نہیں جائے گا۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب

لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

دنیا کتنا ہی اللہ والوں کے چراغوں پر خاک ڈالے مگر ان کا چراغ بجھ نہیں سکتا۔ تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ اتنے بڑے مفسر عظیم کا قول نقل کررہا ہوں، فرماتے ہیں:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ اٰسِیَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ تَکُوْنُ زَوْجَةَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۵ ص ۱۸۷)

یہ روح المعانی کی عبارت نقل کررہا ہوں یعنی آسیہ، زوجۂ فرعون، یہ ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بنائی جائیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہوگا۔

خیر تو شروع سے سن لیجیے۔

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو
زادۂ آذر خلیل اللہ ہو
اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو
اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ
زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ
فہم سے برتر خدائی ہے تیری
عقل سے بالا خدائی ہے تیری
غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
دَیر کو مسجد کرے مسجد کو دَیر

دَیر مندر کو کہتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جب دنیا میں انقلابات آتے ہیں تو بہت سے مندر مساجد بن جاتے ہیں اور بہت سی مسجدوں پر کافروں کا قبضہ ہو جاتا ہے اور وہ مندر بن جاتی ہیں۔

دَیر کو مسجد کرے مسجد کو دَیر
غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
فہم سے برتر خدائی ہے تیری
عقل سے بالا خدائی ہے تیری

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کا واقعہ

تو میں حضرت بشر حافی کا واقعہ عرض کر رہا تھا۔ اولیاء اللہ کے حالات

میں لکھا ہے کہ وہ نشہ کی حالت میں کہیں جا رہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ ایک کاغذ پر اللہ کا نام لکھا ہوا زمین پر پڑا تھا تو انہوں نے اس کاغذ کو اٹھایا، صاف کیا، عطر لگایا، بوسہ دیا اور ادب سے محفوظ جگہ پہ رکھ دیا۔ یہ نشہ میں بے ہوش ہیں لیکن اللہ سے باہوش ہیں۔ رات ہی کو خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے بشر! شراب کے نشہ کی بے ہوشی میں بھی تو نے میرے نام کا اتنا ادب، اتنا اکرام کیا، تو مجھ سے اس وقت بھی غافل نہ تھا، میرے نام کی عظمت کا تو نے اتنا لحاظ رکھا کہ اس کو زمین سے اٹھایا، بوسہ دیا، عطر لگایا۔ آج سے تیرا نام اولیاء اللہ کے رجسٹر میں درج ہوگیا۔ یہ ہے ادب! اللہ کا ادب، اہل اللہ کا ادب، استاد کا ادب، شیخ کا ادب، یہاں تک کہ اپنے بڑوں کا ادب، یہ رائیگاں نہیں جاتا، جو بے ادب ہوتا ہے وہ اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے خدا جوئیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اے خدا! ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ زمین سے لے کر آسمان تک ادب ہی ادب ہے۔ خیر تو یہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ولی ہو گئے۔

علماء کی حقارت کرنے والا صوفی، زندیق ہے

اس وقت کے صوفیاء ایسے نہیں تھے جو علماء کا احترام، علماء کا اکرام اور علماء کی صحبت سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے تھے۔ کوئی غیر عالم کتنا ہی بڑا ولی اللہ، صوفی ہو جائے مگر اسے علماء کی صحبت میں جانا اور ان سے رابطہ قائم رکھنا شرعاً ضروری ہے تاکہ اس کی زندگی مسائلِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو جائے۔ صوفی چاہے ہوا پر اڑتا ہو، اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہو لیکن اگر وہ علماء سے دور

دور رہتا ہے اور علماء کی حقارت بیان کرتا ہے کہ ارے مولویوں کے پاس کیا ہے، کچھ نہیں ہے، بس ضرب یضرب اور قال یقول ہے، یہ سب ایسے ہی ہیں تو ایسا شخص خطرناک ہے، ایسے صوفی کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ زندیق ہے زندیق۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ یَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب العلم؛ ج ۱ ص ۴۷۸)

جو صوفی ہو جائے اور فقہ حاصل نہ کرے، فقہاء سے، علماء سے تعلق بھی نہ کرے، دین کا ضروری علم بھی حاصل نہ کرے تو کیا حال ہو گا اس کا؟ اس کی زندگی غلط راستہ پر پڑ جائے گی۔

عطائے ولایت کی ایک خاص علامت

تو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کبھی کبھی جایا کرتے تھے اور امام احمد ابن حنبل بھی ان کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، وہ بھی اللہ والوں کی دعاؤں سے بے نیاز نہیں تھے۔ ایک دن شاگردوں نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے محدث ہیں اور بشر حافی عالم بھی نہیں ہیں پھر آپ ان کے آنے پر کھڑے کیوں ہوتے ہیں؟ یہ بات حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ میں بیان فرمائی ہے۔ تو امام احمد ابن حنبل نے جواب دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے، نادان ہو۔ میں عالم بالکتاب ہوں، میں کتاب اللہ کو جانتا ہوں اور یہ اللہ کو جانتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا امام صاحب اللہ کو نہیں جانتے تھے؟ یہ بھی اللہ کو جانتے تھے، یہ بھی عارف باللہ تھے لیکن حضرت بشر حافی کے حالات کی وجہ سے ایسا اکرام کرتے تھے، عارف باللہ ہمیشہ اپنے کو گھٹا کے رکھتے ہیں، یہ ان کی ولایت کی خاص علامت ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنے اللہ والے ہیں سب اپنے کو مٹا کر رکھتے ہیں، اپنے کو حقیر

سمجھتے ہیں اور دوسرے مسلمان بھائی کو بڑھاتے ہیں لہٰذا یہ امام صاحب کی تواضع تھی کہ ان کو فرمایا کہ یہ عارف باللہ ہیں، اللہ کو جانتے ہیں، میں اس لیے کھڑا ہوجاتا ہوں کہ یہ شخص اللہ والا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمودہ استقامت کے تین نسخے

تو میں حسنِ خاتمہ کے سلسلہ میں عرض کر رہا تھا کہ پچھلے جمعہ کو میں نے مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان سے ایک حدیث پیش کی تھی۔ آپ نے بزرگوں سے سنا ہوگا کہ اہل اللہ کی صحبت سے یقین اور ایمانِ کامل نصیب ہوتا ہے یہاں تک کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وعظ ہے محاسنِ اسلام جو تقریباً تین گھنٹہ پینتالیس منٹ کا ہوا تھا، اس وقت جگہ جگہ ہندو مسلم فسادات ہورہے تھے، حضرت کو بڑا جوش تھا لہٰذا تین گھنٹہ پینتالیس منٹ تک کھڑے ہوکر بیان کیا۔ کیا شان تھی! اس وعظ میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایمان پر مرنا چاہتے ہو، شدھی ہونے سے یعنی ہندو ہونے سے بچنا چاہتے ہو تو تین نسخے بتاتا ہوں:

(۱)......موجودہ ایمان پر اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر پر اللہ کا وعدہ ہے:

﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ﴾

(سورۃ ابراھیم: آیۃ ۷)

ہم نعمت کو زیادہ کریں گے تو موجودہ ایمان پر جب شکر ہوگا تو ایمان زیادہ ہوگا نہ کہ چھین لیا جائے گا، بجائے چھننے کے اور ترقی ہوگی۔

(۲)......قرآن کی دعا ہے اس کو پڑھتے رہو:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ○﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۸)

اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا کیونکہ اس کا ترجمہ یہی ہے کہ اے میرے ربّ! میرے دل کو ٹیڑھا نہ کیجیے، بعد اس کے کہ آپ نے ایمان سے نوازا اور مجھے رحمت دیجیے یعنی استقامت دیجیے۔ یہاں رحمت سے مراد استقامت ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَۃِ التَّوْفِیْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ یہاں رحمت سے مراد حق پر قائم رہنے کی توفیق ہے۔ تو ان شاء اللہ اس دعا کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہوگا لہٰذا ہر فرض نماز کے بعد اس کو پڑھ لیا کرو۔

(۳) اور تیسری چیز فرمائی کہ اہل اللہ کے پاس آنا جانا رکھو، جو اہل اللہ کے پاس آتے جاتے ہیں ان شاء اللہ ان کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، چاہے کوئی فرقہ ہو، کوئی طبقہ ہو چنانچہ حضرت نے ایک واقعہ میں بیان فرمایا کہ کانپور میں لوگوں کو ہندو بنانے والی آریوں کی ایک جماعت ایک مسلمان کے پاس پہنچ گئی۔ آریوں کی جماعت نے اپنے دلائل پیش کیے کہ ہندو مذہب اچھا ہے، تم اس کو اختیار کرلو اور اسلام چھوڑ دو۔ اس شخص کا مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق اور ان کے پاس آنا جانا تھا، بظاہر اس کی داڑھی بھی نہیں تھی، آزاد قسم کا آدمی تھا لیکن اللہ والوں کی صحبت کا اثر دیکھئے کہ کیا جواب دیتا ہے، اس نے جوتا نکالا اور انہیں دوڑایا اور کہا کہ ابھی تمہاری کھوپڑی پر جوتے مارتے مارتے فرش بناتا ہوں، تم کو معلوم نہیں کہ میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں۔ حضرت حکیم الامت اس واقعہ کو بیان کرکے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے تعلق سے ایمان اور یقین قلب میں اتر جاتا ہے، چاہے اعمال کی اصلاح بعد میں ہو مگر ان کے قلب میں ایسا ایمان اور یقین اتر جاتا ہے کہ کھرچنے سے بھی نہیں کھرچتا لہٰذا فرمایا کہ آریوں نے دہلی میں اپنے مرکز کو رپورٹ دی کہ ہمارا ہندو بنانے کا مشن ہر جگہ کامیاب ہوجاتا ہے لیکن جہاں کوئی

شخص کسی اللہ والے سے بیعت ہوتا ہے، وہاں پتا نہیں ان کے مریدوں کو کیا نشہ ہوتا ہے، وہاں ہماری دال نہیں گلتی، وہ لوگ ہمیں جوتے لے کر دوڑاتے ہیں۔

ایمان پر خاتمہ کے سات نسخے

حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ: اللہ والی محبت

تو دوستو! میں یہ عرض کررہا تھا کہ حسنِ خاتمہ یعنی ایمان پر موت کا پہلا نسخہ پچھلے جمعہ کو بیان کیا تھا جو بخاری شریف کی کتاب الایمان کی حدیث کا جزء ہے اور وہ تھا:

((وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ))

(صحیح البخاری:(قدیمی)، کتاب الایمان، باب من کرہ ان یعود فی الکفر، ج ۱ ص ۸)

جو کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی پاجاتا ہے، ظاہر بات ہے کہ اللہ کے لیے محبت کہاں زیادہ ہوتی ہے، مارکیٹوں میں؟ تجارت گاہوں میں؟ دفتروں میں؟ یا جہاں دینی اجتماعات ہیں، جہاں دین کے خادم ہیں جن کو آپ اللہ والا کہتے ہیں یا اللہ والوں کا خادم کہتے ہیں ان لوگوں سے اللہ کے لیے محبت ہوتی ہے، اللہ والی محبت کا فردِ کامل آپ کو یہیں اللہ والوں کے پاس ملے گا باقی سب جگہ کہیں خون کا رشتہ ہوگا، کہیں بزنس، کہیں تجارت وغیرہ کوئی نہ کوئی غرض ہوگی۔

اللہ والی محبت کی پانچ شرائط

اسی لیے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والی محبت کے لیے پانچ شرطیں ہیں:

((لَا یُحِبُّہٗ لِغَرَضٍ وَّعَرَضٍ وَّعِوَضٍ وَّلَا یَشُوْبُ مَحَبَّتَہٗ حَظٌّ دُنْیَوِیٌّ وَّلَا اَمْرٌ بَشَرِیٌّ بَلْ مَحَبَّتُہٗ تَکُوْنُ خَالِصَۃً لِّلّٰہِ تَعَالٰی))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۴۲)

(۱)......وہ محبت کسی غرضِ نفسانی کے لئے نہ ہو۔

(۲)......دنیا کی دولت اور مال ومتاع حاصل کرنے کے لئے نہ ہو۔

(۳)......کسی معاوضے اور بدلہ کی امید پر نہ ہو۔

(۴)......کسی دنیاوی لذت کے لئے نہ ہو۔

(۵)......بشری تقاضہ سے پاک ہو۔

دنیاوی حدود اور امر تقاضائے بشریت سے محبت نہ ہو جیسے باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے، یہ تقاضائے بشریت ہے، بیٹا اپنے باپ سے محبت کرتا ہے یہ تقاضائے بشریت ہے۔ مگر اللہ والوں سے جو لوگ محبت کرتے ہیں وہ خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ جیسا روایت میں آتا ہے کہ:

((اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ یَّغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ۔ رواہ الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ و من اللہ، ص ۴۲۶)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں کہیں مختلف خاندانوں اور مختلف شہروں سے لوگ اللہ کے لیے جمع ہو جائیں، قیامت کے دن ان کے چہرے پر ایک خاص نور ہوگا اور وہ نور کے منبر پر بیٹھیں گے اور انبیاء اور اولیاء ان پر رشک کریں گے، اس حیثیت سے نہیں کہ ان کا درجہ بڑھ جائے گا بلکہ ان کی بے فکری کی حیثیت سے کیونکہ انبیاء کو تو اپنی امت کا غم ہوگا۔ مثال کے طور پر یہ بھی ایک دینی اجتماع ہے اور آپ لوگ مختلف خاندانوں اور مختلف شہروں سے تعلق رکھتے ہیں، ایسے دینی اجتماع جہاں جہاں بھی ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو قبول فرمالے تو ان شاء اللہ یہ بشارت ہم سب کو نصیب ہو جائے گی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس بشارت کے صدقہ میں ہم سب کے لیے چہرہ پر نور اور نور کے منبر کا فیصلہ فرمادیں گے۔ اب

ایمان کی حلاوت کی خاصیت پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک روایت پیش کرتے ہیں:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۴۱)

جس کو اللہ تعالیٰ ایک دفعہ حلاوتِ ایمانی بخشیں گے پھر اس کو واپس نہیں لیں گے لہٰذا اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔

تو آپ کو حسنِ خاتمہ کا ایک نسخہ مل گیا کہ جس اللہ والے سے مناسبت ہو وہاں آنا جانا رکھیے، اس سے محبت رکھیے، یہ نسخہ نمبر ایک ہوگیا، اس کو نوٹ کرلیجیے۔ آپ کو یہ نسخے اکٹھے کہیں نہیں ملیں گے، بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ اور بزرگوں کی دعاؤں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضلِ خاص ہوا کہ میں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر یہ سات نسخے نکالے ہیں۔ پہلا نسخہ کتاب الایمان بخاری شریف سے ہے اور میں نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بھی نقل کردی کہ اتنے بڑے محدثِ عظیم خود لکھتے ہیں کہ جس کو اللہ والوں سے اللہ کے لیے محبت رکھنے کی برکت سے حلاوتِ ایمانی مل گئی تو ان شاء اللہ اس کا حسنِ خاتمہ ہوگا۔

پہلے نسخہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابھی وقت کم ہے اور آج کل میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے ورنہ میرا معمول ہے کہ حدیث کے راوی کے حالات بھی تھوڑے سے پیش کردیتا ہوں پھر بھی مختصراً حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حالات پیش کرتا ہوں۔ تو پہلی حدیث جو سنائی تھی کہ جو اللہ کے لیے محبت کرے اس کو حسنِ خاتمہ ملے گا اس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت انس دس برس کے تھے کہ ان کی والدہ حضرت ام سُلَیم رضی اللہ عنہا انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں، پھر دس برس کی عمر سے ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہے اور یہ اٰخِرُ مَنْ مَّاتَ بِالْبَصْرَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ (بحوالہ مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۹ ص ۱۸۳) ہیں،

یعنی بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ان کے انتقال کے بعد بصرہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔

حسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ: نظر کی حفاظت

اب دوسرا نسخہ سن لیجیے، دوسرا نسخہ کنز العمال میں ہے، اس کے راوی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ حسنِ خاتمہ کا یہ دوسرا نسخہ بھی خوب ذہن نشین کرلیجیے کیونکہ اگر ایمان پر موت نہ ہوئی تو ساری عبادت، تہجد، ذکر، اشراق سب بیکار جائیں گے۔ اس لیے ایمان پر مرنے کا نسخہ ذرا غور سے سن لیجیے۔ پھر کہتا ہوں کہ انہیں اکٹھا کہیں نہیں پاؤ گے، میں نے ابھی تک نہیں دیکھا کہ کہیں اکٹھا مل جائے، لہٰذا میں دور دور سے ڈھونڈ کے لایا ہوں۔ دوسرا نسخہ میں نے کنز العمال سے تلاش کیا جو اٹھارہ جلدوں میں حدیث کی کتاب ہے، اس کے مصنف عظیم محدث علامہ علاؤ الدین جونپوری برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، المتقی الھندی کے نام سے مشہور ہیں، اس کتاب کا عربوں میں بھی غلغلہ مچا ہوا ہے، اتنی عظیم الشان ہے کہ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ یہ حدیث اس کی جلد نمبر پانچ میں ہے لیکن پہلے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ شیخ ولی الدین مشکوٰۃ کی اسماء الرجال کے مصنف کا قول بتادوں کہ یہ اسلام لانے والے چھٹے صحابی ہیں:

((كَانَ سَادِسًا فِي الْإِسْلَامِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ اسماء الرجال، ص ۶۰۵)

اور ایک روایت میں خود فرماتے ہیں کہ میں چھٹا مسلمان ہوں:

((لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَادِسَ سِتَّةٍ مَّا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرُنَا))

(مستدرك حاكم: ذكر مناقب عبدالله ابن مسعود؛ ج ۳ ص ۳۵۴)

اور كَانَ يَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی شکل حضور ﷺ سے ملتی جلتی تھی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((كَانَ اَفْقَهَ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب المناقب، ج ۱۱ ص ۳۴۱)

خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے فقیہ صحابی حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ان کا تھوڑا سا حال بیان کر دیا۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اور کیسا ارشاد ہے؟ حدیث قدسی ہے۔ حدیث کی دو قسمیں ہیں ایک حدیث قدسی، ایک غیر قدسی۔ حدیثِ قدسی کی تعریف کیا ہے؟

((هُوَ الْكَلَامُ الَّذِيْ يُبَيِّنُهُ النَّبِيُّ بِلَفْظِهٖ وَيُنْسِبُهٗ اِلٰى رَبِّهٖ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۶۸)

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا ہو اور اس کے راوی سید نا رسول اللہ ﷺ ہوں۔ تو حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے خوف سے نظر بچائی۔ دیکھو! اللہ کے خوف سے نظر بچانا ہے، ابّا کے ڈر سے یا مقتدی امام صاحب کے احترام سے یا امام صاحب مقتدی کے احترام سے نظر نہ بچائے، بلکہ کوئی اور وجہ نہ ہو صرف اللہ کا خوف ہو، اللہ کے خوف سے اس نے بدنظری کے گناہ کو چھوڑ دیا کہ اس حسین کو اللہ کے خوف سے نہیں دیکھوں گا تو اس کو کیا انعام ملے گا؟

((مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۵ ص ۱۳۰، رقم الحدیث ۱۳۰۶۴)

اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا يَجِدُ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ فِيْ قَلْبِهٖ کہ وہ اپنے قلب میں ایمان کی حلاوت پا جائے گا۔ جب ایمان کی حلاوت پا جائے گا تو وہی فیصلہ ملّا علی قاری والا یہاں

بھی لگا لو کہ لَا یَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا جب اللہ تعالیٰ نظر بچانے پر ایمان کی حلاوت عطا فرمائیں گے تو پھر حلاوتِ ایمانی ایک دفعہ دل میں داخل ہونے کے بعد واپس نہیں لی جائے گی۔ بس اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔ تو دو نسخے ہو گئے۔ حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ تو اللہ والوں کے پاس ملے گا اور دوسرا یعنی نظر کی حفاظت کا نسخہ اسٹیشن پر، مارکیٹوں میں، بازاروں میں، ایئر ہوسٹسوں کے سامنے اور ہوائی جہازوں میں ملے گا، اس کے فیصلے بازاروں میں ہوتے ہیں۔ لو بھئی! بازاروں میں ولایت تقسیم ہو رہی ہے۔ لوٹ لو لوٹ لو، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔

حسنِ خاتمہ کا تیسرا نسخہ: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ مانگنا

اب تیسرا نسخہ سن لیجیے۔ تیسرا نسخہ ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۝﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۸)

یہ دعا ہر فرض نماز کے بعد پڑھ لیجیے، اس دعا میں رحمت سے مراد ہی حسنِ خاتمہ ہے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ اَلْمُرَادُ بِھٰذِہِ الرَّحْمَةِ التَّوْفِیْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ اس رحمت سے مراد حق پر قائم رہنا ہے۔ جب ہم حق پر قائم رہیں گے تو اسی پر موت نصیب ہوگی ان شاء اللہ۔ اور وَھَبْ لَنَا یعنی ہبہ کیوں فرمایا؟ جیسے کوئی آپ کو مکان ہبہ کر دے، ہبہ کے معنی ہیں بلا معاوضہ، ہدیہ، تحفہ۔ تو بخشش کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ستّر، اسّی سال تک تم جو روزہ، نماز کرتے رہے ہو وہ محدود عمل ہے تو قاعدہ کی رو سے محدود عمل پر تم کو محدود جنت ملنی چاہیے تھی، یعنی ستّر اسّی برس تک جنت میں رکھ کر پھر تم کو نکال دیا جاتا، جنت سے گیٹ آؤٹ کر دیا جاتا لیکن تم کو جو غیر محدود جنت ملے گی تو وہ یقیناً ہماری طرف سے ہبہ ہے، لہٰذا جب جنت

بلا معاوضہ ہے، اس کا معاوضہ تم دے ہی نہیں سکتے تو ہبہ سے مانگو کیونکہ ہبہ میں معاوضہ نہیں ہوتا۔ تو اللہ نے بتلادیا کہ تمہارا کوئی عمل اس قابل نہیں کہ اتنی بڑی نعمت مل جائے، ایمان پر خاتمہ یعنی ایمان پر مرنے کی نعمت صرف اور صرف ہماری بخشش سے ہوگی۔ اس لیے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہبہ کا لفظ استعمال کرنے میں مقصد کیا ہے؟

((فِیْ سُؤَالِ ذٰلِكَ بِلَفْظِ الْهِبَةِ اِشَارَةٌ اِلٰی اَنَّ ذٰلِكَ التَّوْفِيْقَ لِلثَّبَاتِ عَلَی الْحَقِّ تَفَضُّلٌ مَّحْضٌ بِدُوْنِ شَآئِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ تَعَالٰی شَانُهٗ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج ۳ ص ۱۲۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے لفظ ہبہ نازل فرما کر بتادیا کہ جس کو ایمان پر خاتمہ ملے گا تو یہ محض اللہ کا فضل ہوگا، تمہارا عمل اس کا معاوضہ نہیں ہوسکتا۔ یہ اللہ کا فضلِ محض ہے اور اللہ کے اس فضل میں وجوب کا شائبہ بھی مت رکھنا کیونکہ تم پر فضل فرمانا اللہ پر واجب نہیں ہے۔ اور اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ معرضِ تعلیل میں ہے، یعنی ہم ہبہ اس لیے مانگتے ہیں کہ آپ بہت دینے والے ہیں۔ اِنَّكَ جملہ اسمیہ تو ہے مگر معرضِ تعلیل میں ہے، لِاَنَّكَ کے معنی میں ہے یعنی ہم آپ سے یہ رحمت اس لئے مانگتے ہیں لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کیونکہ آپ وہاب ہیں، ورنہ آدمی کو شبہ ہوتا کہ بہت سے مانگنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کہاں تک دیں گے؟ فرمایا کہ سب مانگو ہم بڑے دینے والے ہیں۔ تو حسنِ خاتمہ کے تین نسخے ہوگئے۔

حسنِ خاتمہ کا چوتھا نسخہ: مسواک کرنا

چوتھا نسخہ مسواک کرنا ہے۔ اب اس کے بارے میں بھی دلیل لے لیجئے:

((صَلَاةٌ بِسِوَاكٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ صَلَاةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ۔ رواہ احمد))

(ردالمحتار علی الدر المختار (حاشیۃ ابن عابدین): کتاب الطهارۃ؛ ج ۱ ص ۱۱۳)

مسواک کرکے جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب بغیر مسواک والی نماز

سے ستّر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں غفلت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ مسواک کے فضائل کے آخر میں لکھتے ہیں:

((فَإِنَّ سُنَّةَ السِّوَاكِ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ وَتُسَهِّلُ خُرُوجَ الرُّوحِ وَتُذَكِّرُ كَلِمَةَ الشَّهَادَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ))

(ردالمحتار علی الدر المختار (حاشية ابن عابدين): كتاب الطهارة، ج ۱ ص ۱۱۵)

مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی ہے اور مسواک کی اس سنت میں اللہ نے خاصیت رکھی ہے کہ روح آسانی سے نکلے گی، سنت کی برکت سے روح نکلنے میں تسہیل ہوجائے گی، اور زندگی میں مسواک کرنے والے کو موت کے وقت کلمہ شہادت یاد کرادیا جائے گا۔ سبحان اللہ! کہاں کہاں ڈھونڈنے سے مجھے یہ قیمتی نسخے ملے ہیں، یہ کسی ایک جگہ سے نہیں ملے، شامی دیکھتے ہوئے جہاں جہاں سے جو چیز ملی ہم اس کو جمع کرتے رہے، قطرہ قطرہ جمع کرتے رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے، اگر وہ ہم پر فضل نہ کرتے تو اتنی بڑی بڑی کتابوں میں سے کوئی چیز ڈھونڈنا مشکل ہوجائے جیسے سمندر میں اترنے کے بعد موتی تک اللہ تعالیٰ پہنچادیں تو ان کا کرم ہے ورنہ اتنے بڑے سمندر میں چھوٹا سا موتی ڈھونڈنا مشکل ہوجائے۔

حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ: صدقہ کرنا

تو چار نسخے ہوگئے۔ پانچواں نسخہ ہے صدقہ کرنا، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا، غریب مسکین، عزیز واقارب، طلبۂ کرام، علماء کرام، مدارس، مساجد، جہاں بھی کوئی موقع ہو پیچھے مت رہو، کچھ نہ کچھ خرچ کردو۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک لاکھ ہی دو، ایک روپیہ ہی دے دو، اللہ تعالیٰ قبول کرلے تو یہ بھی بہت ہے۔

پیشہ ور بھکاریوں کو خیرات دینا جائز نہیں

مگر کسی پیشہ ور کو نہ دو جو چوراہے پر بیٹھتے ہیں، جہاں سگنل سرخ ہوا اور کار رکی تو یہ پہنچ گئے، یہ لوگ بینک اکاؤنٹ رکھتے ہیں۔ یہ میری تحقیق ہے کیونکہ میرے پاس ایک مریض آیا تھا جو بالکل معذور تھا، پاپوش نگر میں ایک قبر پر بیٹھا رہتا تھا، میں اس زمانہ میں ناظم آباد میں رہتا تھا۔ تو ایک دن وہ معذور آیا کہ مقوی معجون دے دیجیے، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ میری شادی ہو رہی ہے، میں نے کہا کہ بہت پیسے لگیں گے، کہا کہ پیسوں کا غم نہیں جتنا چاہے روپیہ لگے میں بینک سے لے آؤں گا تب مجھے یقین آیا۔ اسی لیے ہمارے اکابر کہتے ہیں کہ پیشہ وروں کو دینا جائز نہیں جو بے حیا بن جائے، بھیک مانگنا جس کا پیشہ بن جائے، رات دن لنگڑے لولے کو کندھے پر بٹھا کر پھر رہے ہیں، مستقل کمائی کر رہے ہیں اور اجمیر شریف میں ایک اور ظلم کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ چھوٹے بچہ کو اغوا کر کے اس کے سر پر لوہے کی ٹوپی پہنا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا جسم تو بڑھتا جاتا ہے مگر سر چھوٹا رہ جاتا ہے، جسم بڑا ہو جاتا ہے اور سر چھوٹا رہ جاتا ہے، پھر ان کا نام رکھا کہ یہ دولے شاہ کے خاص چیلے ہیں اور بڑے مقرب لوگ ہیں اور ان کو کندھوں پر بٹھا لیتے ہیں، بھیک مانگنے کے لیے اتنا عظیم ظلم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سخت دلوں کو ہدایت دے اور ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ تو صدقہ کے بارے میں مشکوٰۃ کی روایت ہے اس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السَّوْءِ.

رواه الترمذي))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی) کتاب الزکوۃ، باب فضل الصدقۃ، ص ۱۶۸)

السَّوْءِ کے سین پر زبر پڑھنا افضل ہے لیکن پیش بھی پڑھ سکتے ہیں۔صدقہ اللہ کا غصہ ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔اب آپ کہیں گے کہ اس میں حسنِ خاتمہ کا لفظ تو نہیں آیا مگر سمجھنے والے سمجھ رہے ہیں کہ جب بری موت نہیں ہوگی تو اچھی موت ہی ہوگی لیکن پھر بھی آپ کو شبہ ہو تو میں محدثین کا قول نقل کرتا ہوں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مشکوٰۃ کی شرح لُمعات میں فرمایا ہے۔ لُمعات بضمہ لام۔میں اس کو بہت دن تک لَمعات بفتح لام پڑھتا رہا،بڑی تحقیق کے بعد ضمہ ملا،تمام لغات وقاموس وغیرہ دیکھیں،بنگلہ دیش میں تحقیق کروائی۔اس کے باوجود ہمارے اہل علم حضرات،علماء کرام کو کوئی اور تحقیق ہو تو ہمیں خبر کردینا۔فرماتے ہیں تَدْفَعُ مِیْتَۃَ السَّوْءِ اَیْ تَدْفَعُ سُوْٓءَ الْخَاتِمَۃِ یعنی صدقہ سوءِ خاتمہ کو دفع کرتا ہے یعنی برا خاتمہ نہیں ہوگا۔اب ملّاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بھی سن لیجیے۔ملّاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں اس حدیث کے دو فائدے بیان کیے ہیں۔نمبر ایک إِنَّ الصَّدَقَۃَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ کی شرح میں فرماتے ہیں:

((إِنَّ الصَّدَقَۃَ تَمْنَعُ الْبَلَآءَ فِی الْحَالِ وَتَدْفَعُ سُوْٓءَ الْخَاتِمَۃِ فِی الْمَآلِ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)؛ کتاب الزکاۃ؛ ج ۴ ص ۳۵۲)

یعنی فی الحال جتنی بلائیں ہیں ان کو دور کردے گا اور فی المآل یعنی آخر وقت میں سوءِ خاتمہ کو دفع کرے گا۔تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو انعام بیان کردیئے،ایک انعام حالی اور ایک انعام مآلی،انجام کے لحاظ سے یعنی جتنی بلائیں فی الحال ہیں وہ بھی دور ہوجائیں گی اور فی المآل یعنی آخر میں بری موت سے بھی بچائے گا۔اس لیے صدقہ دیتے وقت جسمانی اور روحانی دونوں امراض سے بچنے کی نیت کرلے،روحانی امراض مثلاً کسی کو بدنگاہی کی عادت ہے تو اس سے بچنے کی نیت کرلے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ان بلاؤں سے

نجات پا جائے گا۔تو جسمانی اور روحانی عافیت کے حصول کا طریقہ یہی ہے کہ صدقہ دیا جائے۔

عافیت کے معنی

ایک آدمی عیش میں ہے، مرغ کھا رہا ہے، ایئر کنڈیشن میں ہے مگر نافرمانی میں مبتلا ہے تو عافیت میں نہیں ہے۔ عافیت نام ہے کہ کوئی جسمانی مصیبت بھی نہ ہو اور کوئی روحانی مصیبت یعنی گناہ کی عادت میں مبتلا نہ ہو، معصیت سے بھی حفاظت ہو اور مصیبت سے بھی حفاظت ہو لہٰذا جب دعا مانگئے تو اللہ سے اس طرح سے دعا کیجیے کہ اے خدا! ہمیں ہر مصیبت سے بچائیے اور ہر معصیت سے بچائیے۔ آپ بتائیے! جو گناہ میں مبتلا ہے کیا وہ عافیت سے ہے؟ مرغ کے لقمہ کے ساتھ اگر دل پر اللہ کا غضب اور قہر نازل ہو رہا ہو جیسے ایک آدمی کو پھانسی کی سزا ہوگئی اور حکومت کہہ رہی ہے کہ اس کو گلاب جامن اور لڈو کھلاؤ اور کلفٹن کی سیر کراؤ اور پھر پھانسی دے دو، اب وہ پھانسی کا ملزم سرکاری گاڑی پر کلفٹن کی ہوا کھا رہا ہے اور گلاب جامن اور آئسکریم کھا رہا ہے۔ آپ اس کو کیا کہیں گے؟ کیا یہ عافیت میں ہے؟ نہیں۔ لہٰذا جو نافرمانی اور گناہ میں مبتلا ہے، چاہے اس کو بادشاہت بھی نصیب ہو وہ ہرگز عافیت میں نہیں ہے لہٰذا سب سے بڑی عافیت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے بچائیں، جو کسی گناہ کی عادت سے نجات پا جائے تو بادشاہت ہے بادشاہت، سمجھو اسی دن اس کو سلطنت مل گئی۔ مصیبت پر تو ثواب بھی مل جاتا ہے لیکن معصیت پر کیا ملتا ہے؟ معصیت پر اجر تھوڑی ملے گا، سوائے پٹائی کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بڑی رقم ہو تو وہ صدقہ ہوتا ہے۔ نہیں، چھوٹی رقم ہو چاہے ایک روپیہ ہی ہو، اپنے کسی دوست کو ایک مسواک دے دینا

یہ بھی صدقہ ہے۔اسی طرح بعض لوگ صرف صدقہ فطر، زکوٰۃ، نذر اور کفارہ کو ہی صدقہ سمجھتے ہیں جیسے روزہ توڑ دیا تو ساٹھ دن کا کفارہ پوچھتے ہیں۔ یہ جو ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت سے پیش آتے ہیں یہ بھی اللہ کے راستہ میں نفلی صدقات میں شمار ہوتا ہے۔

شیخ کو ہدیہ دینے کا ایک خاص ادب

مگر اپنے ماں باپ اور شیخ کو دیتے وقت صدقہ یا کسی ثواب کی نیت نہ کرے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثواب تو یقیناً ملے گا لیکن ثواب کی نیت نہ کرو، جیسے کوئی اپنے ابّا کے لئے کپڑے کا جوڑا بنوائے، کرتا پاجامہ پیش کرے اور ابّا پوچھیں کہ تم نے یہ کس لیے بنوایا ہے؟ اور بیٹا کہے کہ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ثواب دیں تو باپ کہے گا کہ مجھے خیرات دیتا ہے ظالم! میں نے تجھے بچپن سے اسی لیے پالا پوسا ہے۔ اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ادب لکھا ہے کہ اپنے ماں باپ کو اور اپنے شیخ کو کوئی چیز دو تو اس میں یہی نیت کرو کہ ان کا دل خوش ہو جائے گا۔

ارے دوستو! ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ کی جلد ۴ میں لکھا ہے کہ:

((اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الجنائز، ج ۴ ص ۱۲۰)

کسی مؤمن کا دل خوش کر دینا جن اور اِنس کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ تو جب عام مؤمن کا دل خوش کرنا اتنی عظیم الشان فضیلت رکھتا ہے تو شیخ اور ماں باپ اور استاد کا دل خوش کرنا، ان کا تو اور زیادہ حق ہوگا۔

تو حسنِ خاتمہ کا پہلا نسخہ تھا اللہ والوں سے محبت کرنا اور ان کے پاس آنا جانا، اگر اہل اللہ نہ ملیں تو ان کے غلاموں کی صحبت کو غنیمت سمجھو جو اللہ والوں

کی صحبتوں میں رہے ہوئے ہیں، جیسے گیہوں نہ ملے تو بھوسی کو غنیمت سمجھتے ہو یانہیں؟ اور پانی نہ ملے تو مٹی پر تیمم کر کے جو نماز پڑھتے ہو وہ اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے یانہیں؟ اس میں کچھ نقصان بھی نہیں آتا، لہٰذا اہل اللہ اور ان کے خادموں کے پاس آنا جانا رکھو اور ان سے محض اللہ کے لیے محبت رکھو، ویسے تو جس مسلمان سے بھی محبت کرو اللہ ہی کے لیے محبت کرو لیکن چونکہ یہ اللہ والے، اللہ والی محبت کا فردِ کامل ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے قلب کا یقین آپ کے قلب میں اترے گا، اس لیے اس پر زیادہ زور دیتا ہوں۔

دوسرا نسخہ نگاہ کی حفاظت کا ہے۔ اپنی آنکھوں کو حفاظت سے رکھو، کسی حسین کو دیکھنے سے کچھ نہیں ملتا، صرف دل بے چین ہو جاتا ہے۔ سعدی شیرازی گلستاں میں بابِ عشقِ جوانی میں فرماتے ہیں کہ ؎

ایں دیدۂ شوخ می برد دل بہ کمند
خواہی کہ بہ کس دل ندہی دیدہ ببند

یہ بدنگاہی تمہارے دل کو مثل شکار کے اچک لے جائے گی، اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دل سینے سے غائب نہ ہو تو نظر کی حفاظت کرو، کیونکہ اگر دل سینے سے غائب ہو گیا تو سمجھو کہ آپ کی حیات کی لذت نکل گئی۔ شاعر جگر مرادآبادی کہتا ہے ؎

دل گیا ساری کائنات گئی

اور

دل گیا رونقِ حیات گئی

بدنظری کی نحوست آنکھوں سے ظاہر ہو جاتی ہے

حیات کی رونق نکل جاتی ہے چنانچہ جو بدنگاہی کر رہا ہو، آپ اس کے چہرے پر دیکھ لیں، پھٹکار برستی ہوئی نظر آئے گی، رونق نہیں ہوگی۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص بدنگاہی کر کے آیا تو آپ نے فرمایا

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَرَشَّحُ مِنْ اَعْیُنِہِمُ الزِّنَا ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جن کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہے۔ گناہ کی ظلمت آنکھوں سے پتا چل جاتی ہے جبکہ تقویٰ کی برکت سے آنکھوں میں چمک اور نورانیت رہتی ہے۔

توحسنِ خاتمہ کا دوسرا نسخہ ہے نگاہ کی حفاظت، اس پر بھی ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا۔ اور حسنِ خاتمہ کا نسخہ نمبر تین ہے مسواک کرنا۔ مسواک کرنے کی سنت کی برکت سے بھی موت کے وقت کلمہ یاد آئے گا اور روح آسانی سے نکلے گی۔ اور چوتھا نسخہ قرآن پاک کی یہ دعا ہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اس دعا کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ اور حسنِ خاتمہ کا پانچواں نسخہ ہے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔

حسنِ خاتمہ کا چھٹا نسخہ: موجودہ ایمان پر شکر

چھٹا نسخہ ہے موجودہ ایمان پر شکرادا کرنا، نعمت کا شکرادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اگر تم شکرادا کرتے رہو گے تو ہم اور زیادہ نعمتیں دیں گے۔ تو جب ہم ایمان پر شکرادا کریں گے کہ یا اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان عطا کیا، جنت کا ٹکٹ مفت دے دیا اور مسلمان گھر میں پیدا کیا۔ اب اگر کوئی کہے کہ اگر کوئی ہندو کے یہاں پیدا ہوگیا یا عیسائی کے یہاں پیدا ہوگیا تو جو عیسائی یا ہندو کے یہاں پیدا ہوا ہے وہ دوزخ میں کیوں جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کو اگر جنت میں بھیجنا ہوتا تو مسلمان گھرانہ میں کیوں نہیں پیدا کرتا۔

عدل اور فضل کا فرق

ایک صاحب جو علی گڑھ کالج کے گریجویٹ تھے انہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا۔ میں نے کہا کہ دیکھو! اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایک عدل کا ہے، ایک فضل کا ہے۔ جیسے آپ نے دو مزدوروں سے یہ طے کیا کہ تم میرے یہاں آٹھ گھنٹے مزدوری کرو گے اور تم کو تیس تیس روپیہ مزدوری ملے گی۔

دونوں نے آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کی۔ آپ نے ایک کو تیس روپے دے دیئے اور دوسرے کو عدل کے اعتبار سے تیس روپے بھی دیئے اور اس کے بعد فضل کے اعتبار سے جدہ سے لائی ہوئی ایک گھڑی بھی بطور فضل کے دے دی۔ اب پہلا مزدور یہ نہیں کہہ سکتا کہ صاحب! آپ نے اسے گھڑی کیوں دی؟ آپ اس سے یہی کہیں گے کہ ہم نے جو وعدہ کیا تھا تیس روپے دینے کا وہ پورا کر دیا۔ دونوں کو تیس روپیہ جو دیا یہ میرا عدل ہے اور جس کو میں نے گھڑی بھی دی تو یہ میرا فضل ہے اور فضل پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔

کفار کی نابالغ اولاد جو انتقال کر جائے، اس کا حکم

تو اللہ تعالیٰ نے جتنے لوگوں کو دنیا میں پیدا کیا چاہے وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں، ہندو ہوں سب کو پندرہ سال کی عمر میں پہنچنے تک کامل عقل دیتے ہیں جس سے وہ آسمان اور زمین کو دیکھ کر خدا کی پہچان کر سکتا ہے۔ پھر پندرہ سال کے بعد یعنی بالغ ہونے کے بعد جب وہ ایمان نہیں لاتا تب جہنم میں بھیجتے ہیں۔ چنانچہ کافر کی وہ اولاد جو پندرہ سال سے پہلے مر جائے وہ جنت میں جائے گی۔

((ذَهَبَ اِلَيْهِ الْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج۳۰ص ۳۶۲۔۳۶۴)

تحقیق دیکھ لو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں یہی لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو انصاف نہ کرنا ہوتا تو کافروں کے بچوں کو بھی جہنم میں ڈال دیتے لیکن جب تک وہ پندرہ سال کے نہیں ہو جاتے، ان کی عقل بالغ نہیں ہو جاتی، عقل اس ڈگری، اس مقام تک نہیں پہنچ جاتی جس سے کائنات اور آسمان و زمین کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیں، اس وقت سے پہلے اگر وہ مر گئے تو اللہ تعالیٰ کا عدل ان کو جنت میں لے جائے گا لیکن جب صلاحیت پیدا کر دی اور پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تب ان کے لیے جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مسلمان گھرانہ میں پیدا کر کے جنت

کا راستہ مزید آسان کر دیا تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تو ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرف ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا عدل بھی دیا یعنی عقل بھی دی اور ساتھ ساتھ ہم پر فضل بھی فرمایا کہ مسلمان گھرانہ میں پیدا کر کے ایمان لانے کو آسان فرما دیا تو ہم عدل اور فضل دونوں نعمتوں سے مشرف ہیں۔ کافر عدل سے مشرف ہیں، ان کو ابھی فضل نہیں ملا لہٰذا اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ عدل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ان کو عقلِ کامل دیتا ہے۔ خیر تو میں نے بیچ میں یہ بات عرض کر دی، بعض وقت لوگوں کو اس میں اشکال ہوتا ہے۔ تو موجودہ ایمان پر شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ ایمان میں اضافہ فرمائیں گے، جس سے خاتمہ ایمان پر نصیب ہوگا۔ دیکھو! چھ نسخے بیان ہو گئے۔

حسنِ خاتمہ کا ساتواں نسخہ: اذان کے بعد کی دعا پڑھنا

اب ساتواں نسخہ نوٹ کر لیجیے، وہ ہے اذان کے بعد کی دعا پڑھنا۔ اس حدیث کے راوی ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حالات پیش کرتا ہوں۔

((هُوَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مِنْ مَّشَاهِيْرِ الصَّحَابَةِ وَاَحَدُ الْمُكْثِرِيْنَ مِنَ الرِّوَايَةِ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا بَعْدَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ غَزْوَةً مَّاتَ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّسَبْعِيْنَ وَلَهٗ اَرْبَعٌ وَّتِسْعُوْنَ سَنَةً وَّهُوَ اٰخِرُ مَنْ مَّاتَ بِالْمَدِيْنَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ فِيْ قَوْلٍ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۹۰)

یہ وہ صحابی ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ جہاد میں شریک ہوئے ہیں، یہ جنگ بدر میں بھی شریک تھے، ۹۴ سال کی عمر پائی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ۷۴ ہجری میں جب انتقال فرمایا تو یہ مدینہ کے آخری صحابی تھے، ان کے انتقال سے مدینہ منورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خالی ہوگیا۔ ان ہی سے یہ سنت عمل مروی ہے کہ:

((كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ کتاب الجهاد؛ ج ۲ ص ۴۲۰)

جب ہم اوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب نیچے اترتے تھے تو سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ ہماری خانقاہ میں اور ہماری مسجد میں جو لوگ سیڑھی چڑھتے اترتے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں، جب اوپر چڑھیں تو اللہ اکبر کہیں اور نیچے اتریں تو سبحان اللہ کہیں، اس سنت کو زندہ کریں چاہے دفتروں میں چڑھیے اتریئے یا مساجد و مدارس میں، ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت زندہ کیجیے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اذان کا جواب دے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)؛ کتاب الصلاۃ؛ باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمع؛ ج ۱ ص ۱۶۶)

مؤذن جو کہتا ہے تم اس کا جواب دو۔ یہ جواب دینا مستحب ہے، اس سے اذان کا ثواب آپ کو بھی مل جائے گا کیونکہ اذان دینے کا ثواب اتنا تھا کہ جنگ ہوجاتی۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ جواب دے دیا کرو تو تم کو بھی وہ ثواب مل جائے گا۔ مؤذنین کے بارے میں مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

((مَنْ أَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

(رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ) وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْمُؤَذِّنُوْنَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رواہ مسلم))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب فضل الاذان؛ ص ۶۵)

کہ جو سات برس تک اللہ کے لیے اذان دے اس کی جہنم سے نجات ہوجائے گی اور قیامت کے دن اس کی گردن اونچی ہوگی۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اذان سن کر پہلے اذان کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ، وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ، اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (بخاری) اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (بیہقی)))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ ج ۱ ص ۸۶) (سنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۱ ص ۶۰۳)

اَلَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ تک بخاری شریف کی روایت ہے مگر ہمارے اکابر اور محدثین کے حوالے سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کا اجماع ہے کہ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بھی ثابت ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اذان کے بعد یہ دعا پڑھے گا تو حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ حَلَّتْ لَہٗ کی شرح ہے اَیْ وَجَبَتْ لَہٗ یعنی اس کو میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف کے قبرستان جنت المعلیٰ میں سوئے ہوئے ہیں، اللہ ان کو جزائے خیر دے، ان کا ذہن کہاں گیا، مرقاۃ میں فرماتے ہیں فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ کہ جب شفاعت واجب ہوگئی تو یقیناً ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ اس دعا کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسنِ خاتمہ کی بشارت فرمادی کیونکہ آپ کی شفاعت کسی کافر کو نہیں ملے گی۔ بولو بھئی کس کو ملے گی؟ مؤمن کو ملے گی۔ لہٰذا یہ دعا پڑھنے والا ان شاء اللہ مؤمن ہو کر مرے گا۔

تو ایمان پر خاتمہ کے سات نسخے ہوگئے۔ یہ آپ کو اکٹھے کہیں نہیں ملیں گے۔ یہاں حضراتِ علماء موجود ہیں ان اہل علم حضرات سے پوچھ لیں، ایمان پر خاتمہ کے یہ سات نسخے اکٹھے کہیں نہیں ملیں گے۔ لہٰذا دعا کریں

کہ حسنِ خاتمہ کے یہ سات نسخے چھپ کر شائع ہو جائیں۔

جو شخص یہ نسخے چھپوائے گا اور اسے پڑھ کر، اس پر عمل کر کے حضور ﷺ کے کسی امتی کا ایمان پر خاتمہ ہوا اور وہ جنت میں گیا تو چھپوانے والے شخص کو کتنا ثواب ملے گا۔ (کسی صاحب نے اضافی بات بتائی، اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ) اس بات کا حوالہ لائیے، کیونکہ کتاب کی شکل میں جب کوئی چیز آتی ہے تو کتاب کا حوالہ، صفحہ نمبر، راوی کا نام، راوی کے کچھ حالات، اور پھر اس کی شرح دیکھی جاتی ہے لیکن اس طرح رسالہ اتنا بڑھ جائے گا کہ عمل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ایسے بہت سے اعمال ہیں جن پر جنت کا وعدہ ہے۔ میں تو وہ بیان کر رہا ہوں کہ جہاں محدثین نے لفظ حسنِ خاتمہ استعمال کیا ہے۔ اگر یہ سات عمل بھی ہو جائیں تو بہت ہیں۔ اگر ہم اس کو زیادہ ضخیم کر دیں تو پھر نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ عمل نہیں ہو پاتا یعنی مشکل ہو جائے گی۔ آپ خود سوچیے! اتنے اعمال ہیں جن پر جنت کے وعدے ہیں تو اس طرح تو ایک مستقل موٹی کتاب ہو جائے گی جبکہ سات اعمال کا یہ رسالہ پتلا ہوگا۔ میں نے اس میں وہی چیزیں لی ہیں جہاں جہاں محدثین اور فقہاء نے حسنِ خاتمہ کے لفظ کو استعمال کیا ہے۔

اچھا اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اللہ اس بیان کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ اللہ! ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور اس مجلس و مذاکرہ کو قبول فرمائے اور حضور اکرم ﷺ کی تمام بشارتیں جو مجالسِ ذکر کے لیے ہیں ہم سب کے لیے فیصلہ اور مقدر فرمائے۔

آپ حضرات سے میں اپنے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ آج کل ضعف ہورہا ہے، رمضان سے اب تک میں صحت کی حالت میں تقریر نہیں کررہا ہوں، آپ لوگوں کے آجانے سے بے تکلف بیان کررہا ہوں، اس لیے آپ لوگوں سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دماغ کی کمزوری کو، خشکی کو اور حرارت کو دور فرمادے۔ میرا سر جلتا رہتا ہے، جب سر پہ ہاتھ رکھتا ہوں تو جلتا ہوا پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میری بھی اور آپ کی بھی عمر میں برکت نصیب فرمائے، سارے عالم میں اللہ دین کا خوب کام لے اور اتنے بڑے بڑے کام لے کہ قیامت تک اس کے نشانات نہ مٹ سکیں۔ اللہ مجھ کو اور یہاں میرے جتنے احباب کرام جمع ہیں سب کو صاحبِ نسبت بنادے اور ہم سب کو اولیاء صدیقین کی حیات نصیب فرمادے۔ اے اللہ! آپ کریم ہیں، آپ اپنی رحمت سے ہمارے کسی استحقاق کے بغیر ہم کو یہ نعمت عطا فرمادیں۔

یا اللہ! جن بزرگوں کے تذکرے ہوئے ان کی برکتوں سے ہم سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمایئے، ہم سب کو اپنا محبوب اور مقبول بنالیجیے اور ہر قسم کی برائیوں اور منکرات سے حفاظت کو ہمارا مقدر فرمادیجیے۔ یا اللہ! جملہ کوتاہیوں پر ہمیں توفیقِ توبہ نصیب فرمادیجیے۔ یا اللہ! علم میں برکت دیجیے، علم کا ذوق وشوق عطا فرمایئے اور علم کی حالت میں موت نصیب فرمایئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ طلبِ علم کی حالت میں موت شہادت کی موت ہوتی ہے۔ یا اللہ! چاہے تھوڑا علمی مذاکرہ ودرس ہو مگر روز ہو، ہمیں اس کی توفیق عطا فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ وَتُبۡ عَلَيۡنَآ
اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ بِرَحۡمَتِكَ يَآ اَرۡحَمَ الرّٰحِمِيۡنَ

نہیں مخصوص ہے اس کی تجلّی طورِ سینا سے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

غرض اتنی ہے بس پیرِ مغاں کے جام و مینا سے
کہ ہم مالک کو اپنے دیکھ لیتے قلبِ بینا سے

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلّی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

جو ناداں ہیں وہ اہل اللہ کی عظمت کو کیا جانیں
کوئی دیکھے مقامِ اہلِ دل کو چشمِ بینا سے

بہت روئیں گے کرکے یاد اہلِ مے کدہ مجھ کو
شرابِ دردِ دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

خُدا کے ذکر سے وہ کیف ہے ہر قلبِ عارف میں
کہ یہ بکتے نہیں دُنیا کے فانی جام و مینا سے

یہ مانا کہ شکستِ آرزو ہے تلخ تر اختر
مگر اے دل خُدا ملتا ہے بس خونِ تمنا سے

شبِ اختر کو ان کے وصل کا ساماں سمجھتے ہیں

صدیقِ زمانہ حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ

شبِ اختر کو ان کے وصل کا ساماں سمجھتے ہیں
سحر کے نور کو ہم جلوۂ جاناں سمجھتے ہیں

جو سو جانیں عنایت ہوں تو سب تم پر فدا کر دیں
تمہارے سامنے ہم جان کو کب جاں سمجھتے ہیں

جو دم بھر کو بھی غفلت ہو تو سمجھو دم نکل جائے
ہم ان کی یاد کو اے دوست جانِ جاں سمجھتے ہیں

ہمارے رنگِ طاعت کو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
خمِ محراب کو ہم ابروئے جاناں سمجھتے ہیں

قمر کو جانتے ہیں ہم انہی کا نورِ پیشانی
شفق کے رنگ کو رنگِ رُخِ تاباں سمجھتے ہیں

تو غمخواری نہ کر اے چارہ گر بس راہ لے اپنی
ہم ان کے درد ہی کو درد کا درماں سمجھتے ہیں

بس اتنی سی حقیقت ہے ہمارے دین و ایماں کی
ہم ان کی یاد کو سرمایۂ ایماں سمجھتے ہیں

شیخ العرب والعجم

عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا

شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کا ارشاد مبارک

شیخ اور مرید کے تعلق کی عجیب مثال

شیخ کو پہچاننے کے لیے بھی عقل اور دل ودماغ ہونا چاہیے۔ شیخ کی مثال ایسی ہے جیسے اپنی ماں۔ جس ماں کا دودھ پی کر جوان ہوا ہے اُس ماں کا احسان ماننا چاہیے۔ اپنی ماں چاہے جیسی بھی ہو، گرم مزاج کی ہو یا کڑوے مزاج کی لیکن اسی کے دودھ سے بچہ کی پرورش ہوتی ہے۔ دوسری ماں کا مزاج کتنا ہی ٹھنڈا ہو اور کتنا ہی پیار دے مگر اس نے دودھ تو نہیں پلایا، اس کے دودھ سے تو اس کی پرورش نہیں ہوئی۔ اپنی ماں اگر ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتی ہے تو یہ بھی اس کی شفقت اور رحمت کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح شیخ روحانی ماں ہے۔ دوسرے شیخ کیسے بھی ہوں مگر ہماری پرورش تو ہمارے شیخ نے ہی کی ہے، ان ہی کی برکت سے آج سارے عالم میں ڈنکا پٹ رہا ہے۔ اللہ والوں کی ڈانٹ ڈپٹ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک دفعہ ہردوئی میں فرمایا تھا کہ میری ڈانٹ ڈپٹ سے گھبرایا نہ کرو۔ اگر تم میری برداشت نہیں کرو گے تو تمہاری بھی تو اولاد ہے یعنی تمہارے مرید تمہاری ڈانٹ کیسے برداشت کریں گے؟ یہ کتنی بڑی بات ہے۔

(خزائن شریعت وطریقت: ص ۱۸۸)

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com